حضرت محمد مصطفی ﷺ کیلئے ساری زمین مسجد بنادی گئی ہے۔

راولپنڈی میں احمدیہ مسجد کو مسمار کر دیا گیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 ستمبر 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا:۔

آج جو ملکی سطح کے اجتماعات ہو رہے ہیں ان میں ایک مجلس خدام الاحمدیہ یو۔ کے کا سالانہ اجتماع ہے۔ جو انشاءاللہ دو پہر کو شروع ہو کر یعنی آج جمعہ کے روز شروع ہو کر تین دن تک جاری رہے گا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کوریا کا دوسرا اجتماع 19 ستمبر کو شروع ہو کر دو دن جاری رہے گا۔ یہ حکمت سمجھ نہیں آئی کہ کیوں انہوں نے پیر کے دن یعنی سوموار کو شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عام طور پر تو جمعہ کے آخر پر رکھتے ہیں اور ہفتے اتوار کی چھٹیوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے مگر مقامی حالات میں یہ مصلحت کا تقاضا ہوگا بہر حال یہ دو ملکی سطح کے ہمارے اجتماعات ہیں ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں اور اس کے علاوہ چھوٹی سطح پر ہندوستان میں کیرالہ، پھر پشاور پاکستان میں اور بہت سے ایسی جگہیں ہیں مثلاً مظفر گڑھ وغیرہ جہاں کے مقامی اجتماعات ہو رہے ہیں ان سب کو میں السلام علیکم کہتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں۔ اللہ کرے کہ آپ ان مبارک اجتماعات کے اعلیٰ مقاصد کو حاصل کر سکیں۔

آج کا جمعہ پاکستان کی احراری مساجد میں اور وہ جو احراری مزاج کے ملاں ہیں جن مساجد پر وہ قابض ہیں ان مساجد میں ایک جشن کا سا دن ہے اور آپ کو تعجب ہوگا کہ کوئی ایسی خوش خبری تو آپ نے ان کے لئے دیکھی نہیں کہ جس کے ذریعے ملک گیر ایسا جشن منایا جا رہا ہو۔ لیکن یہ

ویسا ہی جشن ہے جیسے بابری مسجد کے انہدام پر ہندو پنڈتوں نے جشن منایا تھا اور بڑی تعداد میں مشرکوں نے ہندوستان میں جشن منایا تھا۔ کل ایک بابری مسجد ہی کا واقعہ راولپنڈی کی احمدیہ مسجد سے دہرایا گیا ہے۔ وہ عید گاہ کے اوپر جو بڑی عبادت کی غرض سے عمارت تعمیر کی گئی تھی تاکہ ساری پنڈی کی جماعت ایک جگہ ہو کر جمعہ اور دیگر بڑی عبادتوں کے فرائض سرانجام دے سکے۔ کل اسے اسی طرح منہدم کیا گیا جس طرح بابری مسجد کو منہدم کیا گیا۔ بیرونی دیوار کی اینٹیں بھی اسی طرح ہٹا دی گئیں، جو سرونٹ کوارٹرز تھے ان کو بھی منہدم کر دیا گیا۔ غرضیکہ کلیۃً وہاں سے ہر عمارت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی گئی اور یہ وہ واقعہ ہے جس کا جشن منایا جا رہا ہے۔ پس اس لئے جب میں نے کہا کہ اس جشن کے پیچھے ایک وجہ موجود ہے تو وہ بالکل وہی وجہ ہے جو ہندوؤں کے جشن منانے کے پیچھے تھی، مشرکوں کے جشن منانے کے پیچھے تھی، جب انہوں نے ایک مسجد کو منہدم کیا تھا۔ اب ان کے درمیان فرق کیا ہے۔

بظاہر ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں اور ایک وہ ہیں جو کھلم کھلا ایک خدا کا انکار کرتے اور بتوں کی پرستش کرتے ہیں اس لئے ان کا اپنے مسلک کے مطابق کسی ایک خدا کی عبادت کرنے کی جگہ کو منہدم کرنا تعجب انگیز نہیں ہے۔ ان کا مذہب غلط سہی ان کے مذہب کا حصہ ہے۔ یہاں مذہبی اقدار کے بالکل منافی ان کو پاؤں تلے روندتے ہوئے وہ ظلم کیا گیا جو قرآن کریم کے نزدیک سب سے بڑا ظلم ہے اور پھر اس پر جشن منایا جا رہا ہے۔ یہ حکمت مجھے سمجھ آئی کہ کیوں آنحضرت ﷺ نے آنے والے زمانے کے پنڈتوں کو دنیا کی سب سے ذلیل مخلوق قرار نہیں دیا بلکہ **علمائُھم** مسلمان کہلانے والوں کے علماء کے متعلق فرمایا کہ ان کے علماء آسمان کے نیچے **شر من تحت ادیم السماء** (مشکوٰۃ کتاب العلم:38) جتنی بھی مخلوقات ہیں ان میں سب سے ذلیل ترین اور کمینی ترین مخلوق اس زمانے کے علماء ہوں گے، تو حکمت واضح ہے۔ ورنہ بابری مسجد کا بھی کوئی ذکر اشارۃً کسی حدیث میں ملتا۔ مشرکوں نے جب ایسی ظالمانہ کارروائیاں کی ہیں ان کا بھی کوئی اشارہ نظر آتا مگر چونکہ ان کے مذہب کے عقائد میں یہ باتیں داخل ہیں اس لئے اس کو منافقانہ حرکت بہر حال نہیں کہہ سکتے۔ مگر ایک خدا کی عبادت کرنے کے دعویدار ہو کر اس قرآن کا مطالعہ کرنے کے باوجود جس میں یہ لکھا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا (البقرہ: 115) ان بدبختوں سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو مسجدیں اجاڑنے کی فکر کرتے ہیں۔ ان کو اجاڑیں اور جب ان

میں کوئی نماز پڑھنے لگے تو اس پر ان کو طیش آئے ، نمازیوں کی راہیں روکیں اور پھر مسجدوں کو ویران کر دیں، سَعٰى فِىۡ خَرَابِهَا تو ایسی سعی پہلے بھی کی جا چکی ہے۔ مردان میں بھی ہوئی ، راہوالی میں بھی ہوئی ، گجرات میں بھی ہوئی ۔ بہت سی پہلے کوششیں ہو چکی ہیں۔ جھنگ میں بھی احمدی مساجد جلائی گئیں مگر یہ ایک خاص انداز کی ایک نمایاں کوشش ہے جو ان سب سے ممتاز ہے کیونکہ پاکستان جس کو دولت اسلامیہ کہا جاتا ہے۔ ”خداداد مملکت پاکستان“ اس مملکت کی راجدھانی میں حکومت کے سائے تلے اس کے اشاروں کے تابع ، اس کی نگرانی میں باقاعدہ وہاں کی بلدیہ نے یہ کام کروایا ہے۔

ہندوستان کے واقعہ اور اس میں ایک یہ بڑا فرق ہے۔ وہاں کی مشرک عدالتوں نے آخر وقت تک تمام ہندو دباؤ کے باوجود یہ اپنا انصاف کا فیصلہ برقرار رکھا کہ کسی قوم کو کسی کی عبادت گاہ منہدم کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ۔ یہاں مومنانہ عدالت نے ان ظالموں کو جن کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شر من تحت اديم السماء ان کے دباؤ کے نیچے آ کر یہ پاکستان کی مومنانہ عدالتوں کا فیصلہ ہے اور اس کے پیچھے سازشیں ہوئی ہیں، کس حد تک حکومت دخل دیتی رہی یا دے سکتی ہے؟ یہ باتیں تو ہمیں کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جب حکومت اترتی ہے تو اپوزیشن بن جاتی ہے۔ جب اپوزیشن حکومت میں آتی ہے تو حکومت ہو جاتی ہے۔ دونوں ان ادلتے بدلتے حالات میں حکومت پر یہی الزام لگاتے ہیں کہ عدالتوں کو حکم دے کر، عدالتوں سے رابطہ کر کے، ان سے سازش کر کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ ابھی نواز شریف صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے آج ہی کے اخبار میں کہ حکومت عدالت سے ساز باز کر کے کسی عدالت کو اس بات پر مقرر کر چکی ہے کہ نواز شریف صاحب کو ضرور پھنسایا جائے۔ تو جب یہ آپس میں ایک دوسرے پر یہ الزام تراشیاں کر رہے ہیں تو یہ ذمہ دار ہیں ثبوت پیش کرنے کے۔ ہمیں اس جھگڑے میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں ہم ایک فریق نہیں رہے۔ یہاں ایک فریق خدا ہے اور دوسرا فریق بندوں کا ہے تو جہاں ہم فریق نہیں ہیں وہاں ہم بے وجہ کیوں اس معاملے میں ٹانگ اڑائیں۔ یہ تقدیر خدا کی ہے جو چلے گی اور اسی نے فیصلہ کرنا ہے۔ جہاں تک مومن کی ذات کا تعلق ہے، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے سچے غلاموں کا تعلق ہے، ان کو ایک خوش خبری دی گئی ہے کہ خدا کی ساری زمین تمہارے لئے مسجد بنادی گئی ہے (مسلم کتاب المساجد حدیث:815) اس لئے احمدیوں سے مسجد نہیں چھین سکتے جو مرضی ہے کرلیں، ناک رگڑ لیں جو کچھ بھی ان کے اختیار میں

ہے ہر وہ حربہ استعمال کر دیکھیں محمد رسول اللہ ؐ کے سچے غلاموں سے یہ بد بخت مخلوق مسجد کا حق نہیں چھین سکتی۔ایک مسجد چھینیں گے تو خدا کی دوسری زمین ان کے لئے مسجد بن جائے گی۔ جہاں عبادت کریں گے وہی خدا کے حضور سب سے اعلیٰ مسجد، سب سے زیادہ مقدس مسجد کہلائے گی۔تو جن محمد ﷺ کے غلاموں سے یہ وعدہ ہے ان کو بے وجہ ان باتوں پر غم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ خوش خبریاں بھی دیتا ہے جن سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جہاں ایک نوعیت کی غم کی خبر آئے وہاں اس کے برعکس نوعیت کی بے حد خوشی کی خبر بھی آتی ہے۔ چنانچہ یہ آپ حسن اتفاق کہیں، میں تو تقدیر الٰہی سمجھتا ہوں کہ ایک طرف تو موحد کہلانے والوں کا مسجد کا انہدام کا واقعہ ہو رہا تھا اور پاکستان سے مجھے یہ فیکس موصول ہوئی تھی کہ اس وقت یہ واقعہ ہو رہا ہے دوسری طرف ایک افریقن ملک غانا کی یہ رپورٹ میں پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا کہ اللہ کا بڑا احسان ہے ہمارے لئے ایک خوشیوں کا خاص دن ہے کہ ہم نے جس مشرک علاقے میں تبلیغ کی تھی جہاں کوئی ایک بھی مؤحد نہیں تھا وہاں ہزار ہا لوگ جو مسلمان ہو کر جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں وہاں ایک بہت عظیم مسجد کی بنیاد ڈالی گئی ہے اور ہم اس مسجد کی تعمیر سے، کانوں تک راضی، جسے کہا جاتا ہے، سرتا پا اللہ کی تقدیر سے راضی ہیں اور یہ ایسی عظیم الشان خوش خبری ہے جو ہم آپ کو دینا چاہتے ہیں اور سارا علاقہ اس کی تعمیر میں خدمت کر رہا ہے۔وہ جو کل تک مشرک تھے وہ آج خدائے واحد کی عبادت کے لئے ایک بڑی مسجد کے لئے محنت کر رہے ہیں، وقار عمل کر رہے ہیں، ایک عجیب نظارہ دکھائی دے رہا ہے۔تو کون ہے جو اس کو اتفاق کہے؟ مجھے تو یقین ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر نے ہمارے دلوں کو سہارا دینے کے لئے، ڈھارس بندھانے کے لئے، یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا خدا میں ہوں۔ دنیا کی کوئی حکومت تمہیں میرے فضلوں سے عاری نہیں کر سکتی، میرے فضلوں سے محروم نہیں کر سکتی، یہ عجیب توارد کر کے دکھا دیا کہ ایک طرف وہ بدبختوں کی خبر آرہی تھی دوسری طرف یہ خبر مل رہی تھی۔

جہاں تک اس مخلوق کا تعلق ہے۔میں اسے ایک مخلوق کہتا ہوں کیونکہ ہر چیز بہر حال خلقت سے تو تعلق رکھتی ہے۔اگر وہ بگڑ جائے اور منحوس ہو جائے تو اس کے لئے قرآن کریم فرماتا ہے مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ (الفلق:3)۔اب مَا خَلَقَ کی ضمیر تو اللہ ہی کی طرف جا رہی ہے، پیدا کرنے والا تو بہر حال وہ ہے۔مگر جو شر بنتا ہے۔وہ لوگ خود بناتے ہیں، خدا نے ایک شریف مخلوق، اعلیٰ

درجے کی مخلوق بنائی۔ جب وہ شریر مخلوق بن جائے اور اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ کو جا پہنچے تو وہ ہر مخلوق سے زیادہ شریر ہو جاتی ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ جب انسان شرارت پر آئے تو کوئی دنیا کا جانور ایسا مضر نہیں رہتا جیسا کہ انسان شریر بن کر مضر ہو جاتا ہے۔ ان سب کے شرور کو مدنظر رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا **شر من تحت ادیم السماء** اور جہاں تک ان مساجد کا تعلق ہے جن میں یہ جشن منا رہے ہیں۔ ان کے متعلق بھی ہماری غلط فہمی دور فرما دی جب فرمایا **مساجدھم عامرۃ ھی خراب من الھدیٰ** تم ان مسجدوں کو آباد دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری مسجدیں اجڑ گئیں اور ان کی مسجدیں آباد ہیں۔ خدا کا رسول گواہ ہے کہ یہ مسجدیں ویران ہیں اور ہر وہ زمین جس پہ خدا کے سچے بندے عبادت کرتے ہیں وہی خدا کی آباد مسجدیں ہیں۔ **مساجدھم** ان کو خدا کی مسجدیں نہیں فرمایا ان کو اپنی مسجدیں نہیں فرمایا۔ ان کی مسجدیں بظاہر تمہیں بھری ہوئی نظر آئیں گی جیسے آج پاکستان میں احراری مسجدیں غیر معمولی طور پر بھری گئی ہیں لیکن **خراب من الھدیٰ** خدا کا وہاں کوئی ذکر نہیں، ہدایت کا وہاں کوئی نشان نہیں ملے گا۔ یہ وہ مخلوق ہے جو جس نے دیکھنی ہو پاکستان جا کر دیکھ سکتا ہے لیکن مجھے اس پر وہ علی گڑھ کے ایک مزاحیہ مشاعرے کا شعر یاد آ گیا۔ وہاں ایک دفعہ کسی نے یہ طرح مصرع بنایا تھا جس کی طرز اس طرح تھی کہ ''دستیاب الو ہیں'' اور ''محو خواب الو ہیں'' اس پر بڑا زبردست مشاعرہ علی گڑھ میں ایک دفعہ ہوا تھا اس میں ایک شعر تھا جو ابھی تک مجھے یاد ہے کہ:

جس نے لینے ہوں لے علی گڑھ سے
ان دنوں دستیاب الو ہیں

بڑے الو ملتے ہیں وہاں جس نے لینے ہیں وہاں سے لے اور مشاعرے کی بات تھی واقعہ یہ ہے کہ پاکستان ہی سے یہ مخلوق دساور کو بھیجی جاتی ہے اور جس نے لینی ہو وہاں سے مطالبہ کر کے وہاں سے منگواتے ہیں۔ یہاں تک کہ بنگلہ دیش میں بھی یہ مخلوق یہاں سے منگوائی جاتی ہے۔ جب انگلستان کا معاملہ ہو تو یہاں بھی پاکستان ہی سے یہ مخلوق پہنچتی ہے۔ تو دیکھیں وہ شعر، جو ایک لطیفے کی بات تھی ایک دردناک کہانی کے طور پر اس بدبخت مخلوق کے اوپر صادق آ رہا ہے۔ آج جمعہ کے دن جشن منائے جا رہے ہیں کہ ہم نے بابری مسجد کی تاریخ کو دہرایا ہے۔

لیکن ایک اور فرق بھی ہے وہاں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مشرک عدالت نے توحید کے

حق میں فیصلہ دیا تھا۔ یہاں مؤحد کہلانے والی عدالت نے شرک کے حق میں فیصلہ دیا۔ وہاں حکومت روکتی رہی لیکن اس کے باوجود زبردستی جب حکومت بے اختیار ہوگئی تو مسجد توڑ دی گئی اور ایک ایک اینٹ اتاری گئی یہاں حکومت کے حکم پر، اس کی شمولیت سے، ان لوگوں کو رقمیں ادا کی گئیں جنہوں نے مسجد توڑی۔ یعنی پیسے بھی لئے حکومت سے اور حکومت کے ارشاد پر پروانہ لکھا گیا تھا اور حکومت کی حفاظت میں کام ہورہا تھا تو پھر اگر خدا کا رسولؐ ان لوگوں کو آسمان کے نیچے سب سے بدبخت مخلوق قرار دے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ فرق بڑا واضح ہے کہاں بابری مسجد کا واقعہ جہاں مشرک عدالت، چوٹی کی مشرک عدالت، تمام جج مشرک ہیں، بت پرست ہیں، مندروں کو مساجد سے بہت بہتر خدا کی یاد کا ذریعہ سمجھتے ہیں ان سب نے مل کر یہ متفقہ فیصلہ دیا کہ کسی ہندو کو کوئی حق نہیں ہے کہ کسی مسجد کی کوئی ایک بھی اینٹ اتارے اور یہاں یہ مؤحد حکومتوں کی عدالتیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ خاص حکمت عملی استعمال ہوئی تھی۔ وہ کیا تھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کل دو بجے یہ فیصلہ سنایا گیا جس کے بعد تین چھٹیاں آرہی تھیں اور یہ فیصلہ کرلیا گیا تھا کہ احمدیوں کو Stay کی درخواست دینے کا وقت ہی نہ ملے لیکن مجیب الرحمان صاحب جو امیر ہیں وہ بڑے خدا کے فضل سے تجربہ کار اور مانے ہوئے چوٹی کے وکیل ہیں اور ان اداؤں کو سمجھتے ہیں انہوں نے پہلے سے ہی سب اپیل تیار کر رکھی تھی، تمام کاغذات مکمل تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کیا فیصلہ ہونا ہے۔ بعض دفعہ خط ملنے سے پہلے ہی انسان کو پتا ہوتا ہے کہ کیا جواب آنا ہے۔ جیسے غالب نے یہ کہا ہے:

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں

میں جانتا ہوں، جو وہ لکھیں گے جواب میں (دیوان غالب: 159)

تو ہمارے مجیب صاحب بھی جانتے تھے کہ جس قسم کے لوگوں سے واسطہ ہے پتا ہے کہ وہ جواب میں کیا لکھیں گے تو انہوں نے بھی جواب تیار کر رکھا تھا مگر آخری شاطرانہ چال انہی کی چلی گئی کیونکہ وہ شاید مجیب صاحب کو جانتے تھے۔ انہوں نے موقع ہی نہیں دیا۔ یعنی اس آواز، اس فریاد کو اوپر اٹھنے کا وقت ہی نہیں دیا گیا۔ سانسی کی بلی کی طرح۔ سانسی وہ لوگ ہیں جو خانہ بدوش ہیں اور خانہ بدوشوں میں سے ایک قسم ہے سانسیوں کی، وہ مشرک لوگ ہیں مسلمان نہیں مگر مسلمانوں میں سے اوڈھ ہیں مثلاً وہ بھی خانہ بدوش ہیں تو سانسی خانہ بدوشوں میں یہ بات رسمًا چلی آرہی ہے بڑی دیر

سے کہ سردیوں میں اگر ایک سانسی ایک بلی کھالے تو اس کی ساری سردیاں اچھی گزریں گی۔ اتنا گرم گوشت ہوتا ہے تو ایک سانسی کے ہاتھ بلی آ گئی اور اس نے اس کو کھانا شروع کیا تو کوئی پاس سے گزرا اور ہمارے ہاں مشہور ہے کہ بلی کی آہ بہت اوپر جاتی ہے بلی کو دکھ نہیں دینا چاہئے۔ تو اس نے جو دیکھا سانسی کو کھاتے ہوئے اس نے کہا تم نے کیا ظلم کیا ہے اس کی کوک تو عرشوں تک جاتی ہے۔ سانسی نے کہا مجھے پتا تھا میں نے کوک نکلنے ہی نہیں دی۔ نکلتی تو عرشوں تک جاتی نا۔ میں نے ایسی گردن دبائی ہے کہ اس کی اوپر کی سانس اوپر، نیچے کی نیچے اور ایک ذرا بھی کوک نہیں نکلی۔

تو یہ جو سانسی مسلّط ہیں آج کل پاکستان میں، یہ اس فن کے بڑے ماہر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کوک نہ نکلنے دو۔ مگر کوکیں تو نکلتی ہیں ظلم کی کوکیں تو کوئی دنیا میں دبا نہیں سکتا عین اس وقت جبکہ یہ واقعہ ہو رہا تھا جرمن ایمبیسی کا نمائندہ اس کی تصویریں کھینچ رہا تھا اور اپنے ملک میں Faxes یا ٹیلی رابطوں کے ذریعے پیغام بھیج رہا تھا کہ اس وقت پاکستان میں بابری مسجد کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔

آج جب جماعت احمدیہ راولپنڈی نے اسی جگہ جمعہ پڑھا ہے خدا کے فضل کے ساتھ، بڑے جوش و خروش کے ساتھ، قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی کہ کوئی مولوی کس ضرر کی نیت سے آئے کبھی اتنا آباد جمعہ وہاں نہیں پڑھا گیا جتنا آج پڑھا گیا ہے لیکن کھنڈروں پر پڑھا گیا۔ اس کی بیرونی ایجنسیوں نے آکر تصویریں کھینچیں، وڈیو بنائی گئی تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوک نہیں نکلنے دیں گے ظلم کی کوک تو نکلنی ہی نکلنی ہے کوئی دنیا کی طاقت روک نہیں سکتی۔ وہ فلم میں نے منگوائی ہے وہ ہم انشاءاللہ MTA پر بھی دکھائیں گے تا کہ بابری مسجد کے خلاف احتجاج کرنے والوں کا اندرونی گندہ کردار تو دنیا دیکھے۔ اگر کسی مسجد کے اوپر ہونے والے ظلم کے خلاف احتجاج کا حق ہے تو صرف جماعت احمدیہ کو ہے کیونکہ مسجدوں کی خاطر قربانی کرنے والی مذہبی جماعت دنیا میں ایک ہی ہے وہ جماعت احمدیہ ہے۔ باقی تو قصے ہیں صرف کہانیاں ہیں۔

پس یہ جو واقعہ گزر رہا ہے اس پر میں توجہ دلاتا ہوں جماعت راولپنڈی کو بھی، ساری دنیا کی جماعت کو بھی کہ اس کا ردعمل یہ نہیں ہے کہ بیٹھ کر آنسو بہائیں۔ ایک زندہ جوان قوم ہیں، **اس یقین کے ساتھ کہ کوئی ہم سے عبادت کا حق چھین ہی نہیں سکتا۔ زمین کا چپہ چپہ ہمارے لئے مسجد بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح بہادری سے اور سر اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں، مڑ کر ان بدبختوں کو دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ نظر میلی کرنے والی بات ہے اور خدا ایک کی جگہ سینکڑوں مسجدیں پہلے آپ کو دے چکا**

ہے اور دیتا چلا جائے گا اور یہ ظلم بھی خالی نہیں جائے گا۔ اللہ نے جیسا کہ مجھے تصرف الٰہی کے تابع خوش خبری ساتھ ہی پہنچا دی کہ یہاں مؤحد کہلانے والے مشرک جو حرکت کر رہے ہیں تمہیں خدا توفیق دے رہا ہے کہ وہ جو مشرک تھے ان کو تم نے مؤحد بنا دیا اور وہ خدا کا ایک عظیم گھر تعمیر کر رہے ہیں۔ یہ واقعہ ہے جو آئندہ ہر جگہ ہوگا اور ہوتا چلا جائے گا۔ تو جس خدا کے اتنے انعام ہوں اور مقابل کی چوٹیں ہوں اور ہر چوٹ ان کے مخالف کی چوٹ سے ہزاروں گنا زیادہ عظمت رکھتی ہو۔ اس قوم کو، ایسے خدا کی عبادت کرنے والوں کو کیا غم کا مقام ہے۔ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وہ آیت کا مضمون ہم پر صادق آتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا وہ لوگ جنہوں نے یہ اعلان کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور ہم کسی دنیا کی طاقت کو رب تسلیم نہیں کریں گے۔ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر اس دعوے پر ثابت قدم ہو گئے۔ اس میں کسی ابتلاء کا ذکر نہیں مگر لفظ استقامت میں ہر اَن کہی کہانی بیان کر دی گئی ہے۔ استقامت تو کہتے ہی اس کھڑے ہونے کو ہیں جب کہ قدم لڑکھڑانے کی ہر کوشش کی جا رہی ہو۔ جب آندھی میں درخت قائم رہے تو اس کو کہتے ہیں استقام۔ جب کسی کو دھکے دے کر گرانے کی کوشش کی جائے اور وہ نہ گرے تو اس کے لئے آئے گا استقام۔ وہ قائم رہا باوجود مخالفانہ کوششوں کے۔ تو فرمایا رَبُّنَا اللّٰہُ کا دعویٰ کرنا آسان نہیں ہے کر تو دیتے ہیں لوگ مگر اصل سچائی اس وقت صاف ظاہر ہوتی ہے جب رَبُّنَا اللّٰہُ کا دعویٰ کرنے والا استقامت دکھائے کیونکہ اس دعوے کے بعد دنیا نے دشمنی ضرور کرنی ہے۔ زلازل آئیں گے، ہر مخالفانہ کوشش ہوگی کہ تمہیں راہ حق سے ہٹا دیا جائے، تمہارے قدم اکھیڑ دیئے جائیں۔ اللہ فرماتا ہے جس نے ثابت قدمی دکھائی اس کے ساتھ کیا ہوگا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا کثرت سے فرشتے ان پر نازل کئے جائیں گے اور کئے جاتے ہیں۔ لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا تم بے خوف ہو جاؤ۔ تم وہ قوم نہیں ہو جو خوف کے لئے بنائی گئی ہو۔ ایک ذرہ بھی تمہارے دل اس وجہ سے نہ دھڑکیں کہ دشمن طاقتور ہے اور یہ ایسے ایسے منصوبے بنا کر تم پر چڑھ دوڑا ہے۔ لَا تَخَافُوْا خدا کے سچے عبادت گزاروں، مومنوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ خوف رکھیں۔

پس بے خوف آگے بڑھتے رہو۔ کچھ نقصان ہوگا ضرور۔ فرمایا وَلَا تَحْزَنُوْا کچھ ہو بھی گیا ہے ورنہ لَا تَحْزَنُوْا کا موقع کوئی نہیں تھا۔ فرمایا معمولی سا نقصان تمہیں پہنچا ہے مگر کس خدا

کے بندے ہو جانتے نہیں ہو؟ پس غم نہ کرنا کیونکہ اس سے بہت زیادہ تمہیں دیا جائے گا۔ فرمایا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اور تم اس جنت کی خوش خبری سے راضی ہو جاؤ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ جنت تو پتا نہیں کب آنکھیں بند کرنے کے بعد فوراً ملتی ہے یا اربوں سال بعد ملتی ہے۔ حزن تو ابھی یہیں کا تھا۔ خوف بھی اسی دنیا کا تھا تو یہ دور کا وعدہ کیوں فرما دیا گیا۔ لیکن جنت کی اصل خوش خبری اس لئے کہ وہ دائمی خوشی ہے اور دنیا کی زندگی عارضی ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ اگر دنیا میں وہ غم جو تمہیں لگ گیا اس کا ازالہ نہ بھی کیا جائے تب بھی تمہارا سودا کوئی نقصان کا سودا نہیں۔ جس کو اس عارضی صدمے کے بدلے ہمیشہ کی جنت کی خوش خبری دی جائے وہ بڑا پاگل ہوگا اگر اس غم سے ہی چمٹا رہے اور کہے کہ میرا یہ نقصان ہو گیا۔ اس لئے پہلے اس بات کا ازالہ لازم تھا، اس غلط تصور کا ازالہ لازم تھا کہ اگر ہم تمہیں فوری طور پر اس کا بدلہ نہ بھی دیں تب بھی تمہیں غم کا کوئی حق نہیں ہے۔ غم کا کوئی موقع تمہارے لئے نہ ہے۔ یہ کہنے کے بعد فرمایا: پھر کہتے ہیں نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ نہ سمجھنا کہ ہم جنت ہی میں آئیں گے۔ اب ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ ہم وہ فرشتے ہیں کہ جو تمہیں چھوڑ کر جانے والے نہیں ہیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا مشاہدہ ہم گزشتہ مسلسل کئی سالوں سے کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر غم کے بدلے جب خدا کی کوئی رحمت نازل ہوئی ہے تو وہ عارضی رحمت نہیں تھی وہ آ کر چمٹ رہنے والی رحمت تھی۔ ایسی رحمت تھی جس نے پھر ساتھ نہیں چھوڑا اور رحمت کا قدم آگے بڑھتا رہا ہے پیچھے نہیں ہٹا۔ تو اتنے عظیم الشان سچے وعدوں والا رسولؐ ہے جس سے خدا نے وعدے فرمائے اور اس نے اپنی امت کو یہ خوش خبریاں دیں۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے نہ خوف کا مقام ہے نہ غم کی جگہ ہے کیونکہ ہر قربانی کے بعد آپ کو عظیم تر برکتیں ضرور نصیب ہوں گی۔ ایک جگہ کے نقصان کے بدلے وسیع تر علاقے آپ کو عطا کئے جائیں گے۔ ایک مسجد کے نقصان کے بدلے جیسا کہ میں نے بتایا اول تو ساری سرزمین مسجد بنا دی گئی مگر ظاہری مسجدیں بھی اس سے بہت بڑھ کر وسیع تر زیادہ شان والی ایسے علاقوں میں ملیں گی جہاں لوگ حیا رکھتے ہوں۔ جہاں لوگ خدا کا خوف رکھتے ہوں، جہاں مساجد کی بے حرمتی کو گناہ سمجھا جاتا ہے۔ امن کے ساتھ فرشتوں کی حفاظت میں آپ کو ایسی مسجدیں عطا ہوں گی اور زور لگانا ہے تو لگا

دیکھیں مولوی بھی، ان کی حکومتیں، ان کی عدالتیں، خدا کی اس تقدیر کو یہ بد بخت کبھی بدل نہیں سکتے۔ ناممکن ہے کہ اللہ کی اس تقدیر کو یہ بدل دیں۔ پہلے کب بدل سکے ہیں جواب بدل کے دکھا دیں گے۔

اس لئے میں ان لوگوں کو جو آج اشکبار ہیں حزیں دلوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، بھاری دل لئے بیٹھے ہیں ان کو بتاتا ہوں کہ ان آنسوؤں کو پونچھ ڈالو، تمہارے لئے رونے کا مقام نہیں ان بدبختوں کے لئے رونے کا مقام ہے۔ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا قرآن کریم ایسے موقعوں پر فرماتا ہے کہ یہ ہنس رہے ہیں۔ ان بد بختوں کو کیا پتا ہے کہ ان کے لئے کیا مقدر ہے اگر ان کو سمجھ آئے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور کس وجہ سے ہنس رہے ہیں تو ہنسیں کم اور روئیں بہت۔ ایسا روئیں کہ وہ رونا پھر ختم نہ ہو۔ تو ان کے لئے تو خدا کی تقدیر وہی ظاہر ہوگی جو دائمی رونے پر ان کو مجبور کر دے گی۔ لیکن اس ضمن میں میں پاکستان کے احمدیوں کو بھی اور سب دنیا کے احمدیوں کو بھی پھر یاد دہانی کراتا ہوں کہ جہاں تک پاکستان کے احمدیوں کا تعلق ہے اپنے وطن کی محبت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ جس سرزمین میں ان کو دکھ پہنچ رہے ہیں وہ ان کا مولد بھی ہے ان کا موطن بھی ہے جو خدا کے پاک بندے ہیں اور ان میں بھی سب مولوی ایک جیسے نہیں ہیں، بد بخت ملاں ایک اپنی الگ شان رکھتا ہے وہ چہرے کی نحوست سے پہچانا جاتا ہے ان کی تصویریں آپ روزنامہ جنگ میں چھپتے ہوئے دیکھیں گے اور صاف پتا چلتا ہے کہ یہ کون سی مخلوق ہے۔ مگر اکثر شریف علماء تو بے چارے اخباروں میں آتے ہی نہیں ہیں اور خفیہ خفیہ ہمارے خطبے سنتے ہیں، احمدیوں سے الگ محبت سے ملتے بھی ہیں اور بہت سے ایسے مولوی ہیں جنہوں نے اپنا خاموش سایہ وہاں کے نسبتاً کم تعداد احمدیوں پر رکھا ہوا ہے۔ اس طرح کہ وہ لوگوں کو شرارت سے باز رکھتے ہیں وہ نیک دل مولوی ان کو بتاتے ہیں یہ سب فساد کی باتیں ہیں تم نے یہ نہیں کرنا اور اس طرح خاموشی کے ساتھ ان کو ایک نیکی کی توفیق مل رہی ہے اس لئے یہ خیال کر لینا کہ سارے پاکستان کا ہر مولوی بد بخت ہو چکا ہے یہ درست نہیں ہے۔ امت محمدیہؐ کے سب مولوی ایک وقت میں بد بخت ہو ہی نہیں سکتے۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے۔ بہت سے شریف ہیں لیکن بے آواز شریف ہیں اور ان لوگوں کو ہماری بد دعا نہیں پہنچنی چاہئے ان کے لئے دعا ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان بد بخت مولویوں کے شر سے بچائے۔ ان کو قوت گویائی عطا کرے۔ ان کو طاقت عطا کرے کہ وہ حق بات کے لئے جرأت کے ساتھ کھڑے ہو سکیں اور اس کی وکالت کر سکیں اور جو شرافت دکھا رہے

ہیں کمزوری کے باوجود اللہ ان کو جزا عطا فرمائے۔

جہاں تک ملک کا تعلق ہے خطرہ صرف یہ ہے کہ جب بد بخت اس کثرت کے ساتھ کھلے عام مظالم کریں تو بعض دفعہ خدا کی تقدیر سارے ملک پر نازل ہوا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو قرآن کریم میں کھول کر بیان فرمایا ہے کہ پھر یہ ضروری نہیں ہوتا کہ محض ظالم ہی پکڑا جائے۔ ایک عذاب عام آ جاتا ہے جس میں پھر جو معصوم ہے وہ بھی مارا جاتا ہے۔ اب جب عالمگیر جنگیں ہوتی ہیں تو جنگ یہ تو نہیں دیکھتی کہ یہ معصوم شہری تھا یا ظالم شہری تھا اس کے بداثرات میں یہ سارے لوگ برابر ہی حصہ پاتے ہیں ہاں استثنائی طور پر جب خدا کی تقدیر کسی کی حفاظت فرمائے تو ان کے ساتھ غیر معمولی سلوک بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگوں کی خبر دی تو ساتھ ہی یہ خوش خبری بھی عطا فرمائی کہ:

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار (درثمین: 154)

تو خدائے ذوالعجائب سے پیار رکھنے والے بھی تو کچھ معصوم ہوتے ہیں اور عامۃ الناس بے چارے جاہل ہیں اور جہالت اپنی ذات میں ایک ظلم ہے جس میں وہ ملوث ہیں لیکن ان میں بھی کچھ جاہل ہیں، کچھ کی فطرت ایسی صاف ہے کہ وہ اپنی جہالت کے باوجود فطرت صحیحہ کے خلاف حرکت نہیں کر سکتے۔ ان کی اگر تعداد کافی نہ ہوتی تو پاکستان میں جماعت احمدیہ کے حالات بہت بدتر ہوتے اس لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کے عوام الناس میں جہالت کے باوجود ابھی فطرت صحیحہ کا غلبہ ہے اور عامۃ الناس کی جو رائے ہے وہ حق کو پہچانتی ہے کم سے کم اس حد تک کہ ظلم میں قدم نہیں رکھنے دیتی ان کو۔ مولوی کی بات میں اپنی جہالت کی وجہ سے یقین بھی کر لیں تو فطرت ان کو اجازت نہیں دیتی کہ وہ معصوم لوگوں پر ظلم کریں۔ پس عقیدے کے اختلاف کی وجہ سے ان کی فطرت ان کو کسی پر ظلم کی اجازت نہیں دیتی ان لوگوں کی بڑی کثرت پاکستان میں موجود ہے اور وہی ہیں جو ہمیشہ ابتلاؤں کے وقت اللہ تعالیٰ سے یہ سعادت پاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کو مختلف جگہوں پر مختلف رنگوں میں اپنے سہارے دیتے ہیں اور ان کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بھی یہ رواج تھا۔ مشرکین میں کچھ بہت بد بخت تھے

اور کچھ اپنے نفس میں شرافت کا مادہ رکھتے تھے اور انہی میں سے بعض ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق بھی جب وہ طائف سے واپس مکہ تشریف لا رہے تھے یہ اعلان کیا کہ یہ میری پناہ میں داخل ہو رہا ہے وہ پناہ تو خدا کی تھی جس میں وہ داخل ہوئے تھے۔ لیکن اس شخص میں یہ شرافت ضرور تھی کہ اس نے یہ اعلان کر دیا کہ کوئی کوشش بھی نہ کرے ان کو نقصان پہنچانے کی۔ ایسے بہت سے مسلمان صحابہؓ تھے جن کو اپنی دوستی، ذاتی تعلقات، عمومی شرافت کی وجہ سے اہل مکہ کے رؤساء اپنی پناہ میں لے لیا کرتے تھے اور اس وجہ سے وہ روزمرہ کی تنگی جو بہت بڑھ سکتی تھی اس میں کمی رہی یا حد اعتدال سے آگے نہ گئی۔

پس جماعت احمدیہ پاکستان کے ساتھ بھی یہ سلوک ہے اپنی بے اختیار بددعاؤں میں یہ ظلم نہ کریں کہ ان شرفاء کو بھی نشانہ بنا دیں۔ ان کے لئے دعا کرنی چاہئے اور دعا یہ کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس سرزمین میں ایسے شرفا کو کثرت عطا فرمائے اور ان بدبختوں سے ایک ایسا نتھار کر الگ سلوک کرے کہ باقی دنیا کے لئے عبرت بن جائیں۔ یہ بددعا جو ہے یہ اس لئے جائز ہے کہ اس سے قوم کا فائدہ ہے، اس میں ملک کے بچنے کا امکان ہے۔ اگر آپ کی یہ بددعا قبول نہ ہو اور خدا ان بدبختوں کو نتھار کر، الگ کر کے ان سے نمایاں طور پر مومنوں پر ہونے والے ظلم کا انتقام نہ لے تو پھر یہ خطرہ ہے کہ سارا ملک ہی ان کی نحوست کے نیچے پیسا جائے گا اور ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ تو مجھے تو یہ خطرات دکھائی دے رہے ہیں یہ لڑنے والی حکومت ہو یا اپوزیشن ہو ان کا اونچ نیچ تو ہوتا رہے گا لیکن خدا کی ایک وہ تقدیر ہے جو اپنے ظالمانہ رویے سے غیر منصفانہ رویے سے یہ آسمان پر خود بنا رہے ہیں۔ تقدیر تو اللہ کی ہے مگر اپنے جرائم سے بعض دفعہ بعض قومیں خاص قسم کی تقدیر لکھوا رہی ہوتی ہیں اور فیصلہ تو جج ہی دیتا ہے مگر ایک معصوم کے حق میں اچھا فیصلہ دے رہا ہوتا ہے اور ایک بدبخت کے حق میں برا فیصلہ دے رہا ہوتا ہے۔ ان معنوں میں مجرم پیشہ اپنا فیصلہ جج سے لکھوا لیتا ہے۔ تو دعا کریں کہ وہ فیصلہ نہ لکھا جائے جیسا کہ بغداد کے حق میں ایک دفعہ لکھا گیا تھا۔ جب بغداد پر حملہ کیا گیا ہے تیمور لنگ کی طرف سے یا اور کسی ریاست جو روس کے جنوب میں واقع ہیں مسلمان ریاستیں ان میں ایک ازبکستان بھی ہے تاجکستان بھی ہے اور اس کے ساتھ منگولیا بھی ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے خاص طور پر ازبکستان کا علاقہ جہاں سے وہ Golden Hurds آئے ہیں ان کو سنہری حملہ آور قومیں قرار دیا جاتا تھا اور بار بار، پے بہ پے انہوں نے یلغار کی ہے جو یورپ تک بھی پہنچی ہے اور اتنے زبردست

حملے ہوتے تھے کہ ساری دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنتیں اس کے تصور سے بھی کانپتی تھیں کہ یہ لوگ حملہ آور ہو کر ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور کوئی طاقت ان کو روک نہیں سکتی تھی۔ ایسے ہی ایک حملے کے دوران کسی بغداد کے بادشاہ نے ایک بزرگ ملہم کو دعا کے لئے کہلا کے بھجوایا اور کہا کہ خدا کے لئے ہمارے پاس اب کوئی دفاع نہیں رہا۔ معلوم ہوا ہے کہ بڑی تیزی کے ساتھ وہ حملہ آور بغداد کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کوئی ہمارے پاس طاقت نہیں ہے کہ ہم ان کو روک سکیں۔ تو آپ دعا کریں۔ دعا کے ہتھیاروں کے سوا اور کوئی ہتھیار نہیں۔ دوسرے دن صبح جب بادشاہ نے اس بزرگ کی خدمت میں جواب کے لئے آدمی بھجوایا تو اس نے کہا کہ ساری رات میں دعا کرتا رہا اور ساری رات مجھے یہ الہام ہوتا رہا ہے کہ **یا ایھا الکفار اقتلوا الفجار .یا ایھا الکفار اقتلوا الفجار** کہ اے کافرو! میں خدا تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان فاجروں کو قتل کرو اور یہ الہام حیرت انگیز دردناک شان کے ساتھ پورا ہوا ہے کیونکہ اس بغداد کے حملے کا نمایاں نشان قتل عام ہے جو تاریخ میں شاذ کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔ ایک جوھا جو مسخرہ تھا وہ بچ گیا تھا اس حملے میں اور شاید کوئی اتفاق سے قسمت سے بچا ہو ورنہ بادشاہ کا حکم تھا جس پر پوری دیانتداری سے اس کی فوج نے عمل کیا کہ اس شہر کے ہر باشندے کو تہہ تیغ کردو۔ نہ مرد بچے، نہ عورت بچے، نہ بوڑھا، نہ بچہ، نہ نوجوان، تمام کے تمام قتل کئے جائیں اور مؤرخ یہ لکھتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ تمام شہر میں ہر مرد و زن، ہر بوڑھے بچے کو یکساں قتل کیا گیا اور پورا شہر ویران ہو گیا۔ کہتے ہیں ہفتوں بعد تک دجلہ کا رنگ ان کے خون سے سرخ رہا۔ پس جو الہام الٰہی تھا وہ دیکھیں کس شان کے ساتھ پورا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ دردناک شان تھی لیکن تھی شان ہی کیونکہ خدا کے کلام کی شان تھی جس نے اس حملے کو ایک حیرت انگیز قتل عام کے حملے میں تبدیل کر دیا اور حکم کس کو مل رہا ہے کفار کو۔ عام طور تو پر انسان یہ سمجھتا ہے کہ

ے حد چاہئے سزا میں عقوبت کے واسطے
آخر گناہ گار ہوں کافر نہیں ہوں میں (دیوان غالب:176)

مگر جب یہ خدا کے ماننے والے مشرکوں سے بھی زیادہ بدبخت ہو چکے ہوں اور وہ بے حیائی جس کی مشرک جرأت نہ کریں اس کے یہ مؤحد اس پر جرات کرنے لگیں تو پھر یہی تقدیر ہے جو ایسی قوم کے اوپر صادق آ سکتی ہے کہ **یا ایھا الکفار اقتلوا الفجار** کہ اے کفار اب وقت آ گیا ہے کہ ان فجار کو قتل کرو۔

لیکن مشکل یہی ہے کہ اگر یہ فجار قتل ہوں تو ہمارے ہم وطن ہی تو قتل ہوں گے۔ اگر یہ سرزمین مشرکوں کے پاؤں تلے روندی جائے تو ہمارا اپنا وطن ہے جو ان مشرکوں کے پاؤں تلے روندا جائے گا۔ پس یہ وقت دعاؤں کا وقت ہے ان معنوں میں بد دعاؤں کا وقت نہیں کہ قوم کے لئے بد دعا کریں۔ نعوذ باللہ من ذلک اگر وقت ہے تو قوم کے لئے دعا کا وقت ہے اور قوم کے لئے دعا کی قبولیت کے لئے لازم ہے کہ ان بدبختوں کے لئے بد دعا کی جائے۔ یہ بدبخت اپنی سزا کا حصہ پائیں تب ان کی نحوست کا سایہ قوم کے سر سے اترے گا اس کے بغیر یہ سایہ اس قوم کو کہیں کا نہیں رہنے دے گا۔

پس مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ نوبت قریب تر آتی جا رہی ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی تقدیر کس طرح ظاہر ہو مگر چونکہ میرا فرض ہے کہ قوم کے اہل دانش کو، سب کو متنبہ کر دوں اور چونکہ میں جانتا ہوں کہ شریف علماء تو حق کی خاطر میرا خطبہ سنتے اور دیکھتے ہیں لیکن شریر علماء رخنے تلاش کرنے کے لئے، خرابیاں تلاش کرنے کے لئے یا تجسس کے طور پر بھی، خطبہ سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں۔ چنانچہ ان کے براہ راست کئی دفعہ خط آ جاتے ہیں کہ آپ نے خطبے میں یہ بات کی تھی، فلاں تقریر میں یہ کہا تھا اور ہم نے یہ سنا اور دیکھا تو صاف پتا چل رہا ہے یہ جو دور ہے ہمارا MTA کا اللہ تعالیٰ نے جماعت کے عالمی غلبے کے لئے عطا فرمایا ہے وہ دشمن جس تک ہماری آواز نہیں پہنچا کرتی تھی، جنہوں نے ہماری آواز کی ساری راہیں بند کر دی تھیں یہاں تک کہ اپنوں تک بھی نہ پہنچیں اب ان کے گھروں میں یہ آواز پہنچ رہی ہے۔ ایسے مولوی ہیں جن کے بچوں نے اپنے باپوں کے خلاف بغاوت کر دی ہے کہا ہے کہ ہم سنیں گے اور دیکھیں گے تو MTA دیکھیں گے اور کوئی ہم نے ٹیلی ویژن نہیں دیکھنا اور بڈھے مولویوں نے اپنی بیویوں کے ڈر کے مارے اف بھی نہیں کی وہاں۔ وہاں سارا مذہب جاتا رہا، مسجد میں تقریریں کہ کوئی ان کے قریب نہ آئے اور ان بچوں نے خود احمدی دوستوں کو بتایا کہ ہم نے تو اپنے گھر میں یہ کر دیا ہے اور ابا کی مجال نہیں ہے کہ روکیں۔ وہ ہوں یا نہ ہوں ہم MTA ہی دیکھتے ہیں تو جب خدا کی تقدیر نے یہ جوابی کارروائی فرما دی ہے تو ان کے کانوں تک تو اب بات پہنچنی ہی پہنچنی ہے۔ ان کی آنکھوں نے تو، یہ ان کے دلوں کو آگ لگانے والے مناظر، دیکھنے ہی دیکھنے ہیں۔ اس لئے آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ آپ پر ظلم کر رہے ہیں، یہ اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ جتنا ظلم جماعت احمدیہ پر کرتے ہیں اللہ کے اتنے فضل نازل ہوتے ہیں کہ جو آپ پر فضل کی اور رحمتوں کی

بارشیں بنتے ہیں وہ ان کے لئے یوں لگتا ہے جیسے آگ برس رہی ہو۔ سرتاپا جھلس جاتے ہیں اور اب تو ان کے گھر میں اندر بھننے کے انتظام ہو گئے ہیں۔ پتا نہیں کس نظر سے بیچارے دیکھتے ہوں گے کیا کیا وہ مسوس مسوس کے رہ جاتے ہوں گے کہ دیکھو یہ ہمارے سامنے ہمارے خلاف دلائل دے رہا ہے، ہماری کچھ پیش نہیں جا رہی۔ زیادہ سے زیادہ ایک چیتھڑا ہے جنگ، اس نے ایک مضمون لکھ دیا تو اس میں کون سی غمگین ہونے کی بات ہے وہ سب وہی بکواس ہے جس کے بارہا جواب دیئے جا چکے ہیں اور بھی دیتے رہیں گے۔ اس کے نتیجے میں نقصان نہیں پہنچ سکتا جماعت کو۔

آج ہی کی ڈاک میں ایک خط میں نے دیکھا جس میں ایک بچی نے لکھا ہے کہ پاکستان میں میری ایک سہیلی تھی میں اس کو بہت تبلیغ کرنے کی کوشش کرتی تھی وہ سنتی ہی نہیں تھی لیکن جو پچھلے دنوں میں باسی کڑھی کو ابال آیا ہے اور جماعت کے خلاف پروپیگنڈا شروع ہوا۔ کہتی ہیں وہ پروپیگنڈا پڑھ کر اس کو خیال آیا کہ چلو میں تحقیق کرلوں اور تحقیق کی تو آج میں یہ خوش خبری دے رہی ہوں کہ وہ بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکی ہے۔ تو ان کے مقدر میں شکست ہی شکست ہے۔ ہارنا ان کا ایسا اٹل مقدر ہے جس سے یہ کسی قیمت بچ سکتے ہی نہیں ہیں۔ پس جوابی کارروائی اس کی یہی ہے کہ ان اکثریتوں کو اقلیتوں میں تبدیل کر دیا جائے اور یہی ہوگا۔ کوئی نہیں جو اس بات کو بدل سکے۔ پس اہل ہمت بنیں، بیٹھ کر رونے سے یا ٹسوے بہانے سے یا اپیلیں کرنے سے بھی کچھ نہیں بننا آپ کا۔ بڑی سے بڑی عدالتیں وہ ہیں جن تک آپ پہنچ چکے۔ انہوں نے کیا کیا ہے آپ کے ساتھ۔ کوئی خیر کی توقع کے آثار ہوں تو کوئی توقع رکھے۔ جہاں ہر بات اپنی انتہا سے تجاوز کر چکی ہو وہاں آپ کیا توقع لگائے رکھتے ہیں۔ حقیقت میں مَیں یہ منع نہیں کرتا آپ اپیلیں کریں لیکن جیسا کہ آپ نے خود ہی مجھے بتایا کہ ہمیں پتا تھا کہ کیا جواب آئے گا۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ آئندہ اوپر سے کیا جواب آئے گا، اس سے اوپر سے کیا جواب آئے گا۔ آخر اپیل خدا کے حضور کرنی ہوگی وہاں سے جو جواب آئے گا اس کا بھی ہمیں علم ہے اور اسی جواب کی میں باتیں کر رہا ہوں۔ ایک جواب ہے جو آ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ اٹھو اور آگے بڑھو اور غالب آؤ اور ان پر فتح حاصل کرو اور ان کی اکثریتوں کو اقلیتوں میں تبدیل کر دو کیونکہ تمہیں اسی لئے بنایا گیا ہے۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصّف: ۱۰) محمد رسول اللہؐ کے غلام ہو اور اس زمانے میں محمد رسول اللہؐ کے حق میں جو میں نے پیش گوئی کی تھی یعنی خدا یہ کہتا ہے کہ وہ

تمہارے ذریعے پوری کی جانی ہے۔ پس اگر تم پھیلو گے نہیں تو کیسے یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔

پس راولپنڈی کی جماعت ہو یا کوئی اور مظلوم پاکستان کی جماعت یا پاکستان کی جماعت بحیثیت عمومی ایک ہی علاج ہے جتنی بدبختی اور بے حیائی کے ساتھ یہ تم پر حملہ کرتے ہیں آج اسی کے مقابل پر، بہت بہادری کے ساتھ مگر خدا کے حضور عاجزی کے ساتھ، کامل انکسار کے ساتھ، پورا توکل رکھتے ہوئے تبلیغ کا جوابی حملہ کریں۔ پھر اس راہ میں جو مشکلات ہیں اگر حکمتوں کے تقاضے پورے کرنے کے باوجود آئیں تو یہ شہادت ہے، یہ قربانیاں ہیں جن پر قوموں کے سر فخر سے بلند ہو جایا کرتے ہیں۔ اس پہ کوئی حرج نہیں، کوئی غم نہیں لیکن خدا نے جو شرطیں مقرر فرمائی ہیں کہ حکمت کے ساتھ دعا کرتے ہوئے، صبر کے ساتھ پیغام کو پھیلاتے چلے جاؤ اور کوئی پرواہ نہ کرو کہ اس کے مقابل پر قوم کیا ردعمل دکھاتی ہے وہ کرو تو یقین جانو کہ خدا کی وہ ساری خوشخبریاں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کے ساتھ آخری زمانے میں وابستہ ہیں وہ تمہارے ذریعہ پوری ہوں گی اور خدا تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔ اس راہ میں ظلم ہوں گے یہ مجھے علم ہے مگر وہ ظلم اور طرح کے ظلم ہیں۔ یک طرفہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ظلموں کا نشانہ بننا یہ کیسا ظلم ہے؟ اس میں تمہیں کیا لطف آ سکتا ہے لیکن جب خدا کی خاطر اس پر توکل کرتے ہوئے کمزور ہونے کے باوجود طاقت ور پر جوابی حملہ کرتے ہو پھر جو کچھ نقصان پہنچتا ہے وہ فخر کے لائق نقصان ہے، وہ لطف کے لائق نقصان ہے، ویسے نقصان بے شک اٹھاؤ کیونکہ اسی آیت کریمہ میں جس کی میں نے تلاوت کی تھی پھر آخر پر فرمایا گیا نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ اب تو ہمارا ساتھ ٹوٹنے کا ساتھ نہیں اس دنیا میں بھی ہم ساتھ ہیں اور آخرت میں تو ضرور ساتھ ہوں گے۔

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ دنیا کی جو نعمتیں ہیں، دنیا کے جو نقصانات ہیں ان کے غموں کا بھی ازالہ تو کیا جائے گا۔ مگر جو تم چاہتے ہو جو تمہارے دل کی گہری تمنائیں مانگ رہی ہیں۔ یہ ساری چیزیں تمہیں آخرت میں ملیں گی اور فرمایا دیکھو جن چیزوں کا ہم تم سے وعدہ کر رہے ہیں جانتے ہو ان کو کیا کہتے ہیں نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ (السجدہ:33) غفور سب سے زیادہ بخشش کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے خدا کے تم مہمان بنائے جانے والے ہو اس کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ جتنا

معزز مہمان ہوا تنا ہی بڑے اعزاز کے ساتھ مہمانی کی جاتی ہے مگر جتنا معزز میزبان ہو اصل مہمانی کی شان تو میزبان سے وابستہ ہوا کرتی ہے۔ایک بڑے سے بڑا بادشاہ بھی ایک غریب کی کٹیا میں اتر جائے گا۔ وہ چاہے گا کہ جان نچھاور کر دوں مگر پھر بھی غریب کی مہمانی ویسی ہی رہے گی لیکن صاحب اکرام بادشاہوں کی مہمانی جس کو نصیب ہو جائے اس سے بہتر اور کیا چیز ہو سکتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام مقرر فرمایا کہ ثابت قدم رہنا، بے خوف آگے بڑھتے چلے جانا کچھ نقصان ہوں گے۔ وہ غم پورا کرنے کے ہم ذمہ دار ہیں۔اس دنیا میں بھی پورا کریں گے مگر اگر تم اس راہ میں مارے گئے یا کچھ عرصے کے بعد جب بھی تم ہمارے پاس لوٹو گے تو ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ جو خدا کے فرشتے تمہاری تائید میں تمہاری خدمت پر اس دنیا میں مامور تھے وہ آخرت میں بھی مامور رہیں گے۔ وہ تمہارا ساتھ وہاں بھی نہیں چھوڑیں گے اور تمہیں وہ کچھ دیا جائے گا جس کی گہری تمنائیں تم رکھتے تھے لیکن حاصل نہ کر سکے۔ جو کہو گے وہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور یہ غفور رحیم خدا کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ تمہاری مہمان نوازی کے سامان ہوں گے۔ایک پہلو سے میزبانی کہا جا سکتا ہے یعنی خدا میزبان ہے تو اس کی طرف سے میزبانی ہوگی۔تم مہمان ہو تو تمہاری مہمانی ہو رہی ہے مگر اس سے بڑھ کر اعلیٰ مہمان نوازی کا کوئی تصور ممکن نہیں۔

تو جس راہ کی طرف قرآن نے ہمیں بلایا ہے جس راہ میں آگے بڑھنے کی طرف خدا تعالیٰ نے ہمیں آواز دی ہے اس راہ میں آگے بڑھنا حکمت کے ساتھ، ہر ممکن کوشش کرنی ہے کہ فتنہ وفساد نہ ہو، ہر ممکن کوشش کرنی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقاصد کم سے کم نقصان سے پورے ہوں اور اللہ ایسا ہی کرے گا۔مگر اس کے باوجود اس راہ میں اگر کوئی دکھ ہوئے کوئی مصیبتیں دیکھنی پڑیں، کوئی اور مسجدیں بھی مسمار ہوئیں تو غم کا تو کوئی مقام نہیں یہ وہ مصیبتیں ہیں جو تمہارے جہاد نے بلائی ہیں، جہاد کا ایک لازمی حصہ ہیں اور جہاد کی راہ میں مصیبتیں بعض دفعہ اتنی پیاری ہو جایا کرتی ہیں کہ جو لوگ ان مصیبتوں سے گزرتے ہیں ان کو اپنا فخر سمجھتے ہیں، ان کی لذتیں ان مصیبتوں میں ڈالی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شہداء کو جب شہادت کے بعد خدا نے پوچھا اور اس واقعہ کی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خود اطلاع دی کہ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو میں تمہاری قربانی، تمہارے جذبہ شہادت سے ایسا راضی ہوا ہوں کہ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ تو جانتے ہیں انہوں نے کیا عرض کی۔انہوں نے عرض کی اے خدا ہمیں پھر زندہ کر، ہم پھر شہید کئے جائیں، پھر ہمیں زندہ کر، پھر ہم شہید کئے جائیں اور میں اسی طرح سو زندگیاں

پاؤں اور سوشہادتوں کا اعزاز حاصل کروں کیونکہ جو لطف مجھے اس شہادت میں آ گیا ہے وہ اپنی جزا آپ تھا اس کی۔ میں اور جزا کا تجھ سے کیا مطالبہ کروں۔ پس یہی میری جزا ہے جو دائمی کردے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر میں یہ پہلے لکھ نہ چکا ہوتا کہ جو ایک دفعہ اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا دوبارہ اس میں نہیں بھیجا جائے گا تو میں تمہاری یہ تمنا بھی قبول کر لیتا۔ (ترمذی کتاب التفسیر تفسیر ال عمران) یہ بھی نہیں فرمایا کہ یہ تو تم دکھ مانگ رہے ہو کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ اس شہید ہونے والے کی زندگی کے اس آخری لمحے کا لطف ایک ایسا لطف تھا جو باہر کی دنیا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ پس جہاد کی راہ کی جو قربانیاں ہیں ان کا کوئی غم نہیں ہے اور جو ضرور لازماً پیش آنی ہیں وہ تو پیش آئیں گی لیکن بہت معمولی ہوں گی۔ جو عظیم انعام اس کے نتیجہ میں ملتے ہیں اس کے مقابل پر یہ قربانیاں معمولی، کچھ بھی نہیں ہیں۔ رستہ چلتے کے کانٹے کی معمولی سی تکلیف سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ راولپنڈی کی جماعت اگر عظمتِ کردار رکھتی ہے، اگر محمد مصطفی ﷺ کی سچی غلامی کا دعویٰ کرتی ہے تو یہی انتقام ہے جو ان کو لینا چاہئے اور خدا آپ کے ساتھ ہوگا اور اس انتقام میں آپ کی پوری مدد فرمائے گا اور تمام دنیا کی جماعتیں ان کے ساتھ مل کر اس انتقام میں پورا حصہ لیں۔ ان معنوں میں خدا منتقم ہے کہ برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتا ہے جو جہنم کی طرف جا رہے ہوں ان کو جنت کی طرف بلانے سے بہتر انتقام اور کیا ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔